THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Saturday, the October 19, 2024
(343rd Session)
Volume IX, No. 03
(Nos.01-10)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume IX	SP.IX (03)/2024
No. 03	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Motion under Rule 263 moved for Dispensation of Rules......................2
3. Leave of Absence 2
4. Motion under Rule 263 for Dispensation of sub-rule (2) of Rule 99......3
5. Consideration and passage of [The Banking Companies (Amendment) Bill, 2024] 3
    - Senator Muhammad Aurangzeb 4
6. Point of public importance raised by Senator Muhammad Abdul Qadir regarding hurdles faced by parliamentarians due to harsh conditions of Politically Exposed Persons (PEP) list by the banks 8
    - Senator Muhammad Aurangzeb 10
    - Senator Danesh Kumar 13
7. Point raised by Senator Rana Mahmood ul Hassan regarding curbs on opening LCs and exploitation by the Banks. 14
    - Senator Muhammad Aurangzeb (Minister for Finance) 15
8. Point raised by Senator Farooq Hamid Naek regarding Islamic Banking 17
    - Senator Khalil Tahir 20
    - Senator Muhammad Aurangzeb 21
9. Point raised by Senator Aimal Wali Khan regarding 26th Constitution Amendment.. 24

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Saturday, the October 19, 2024

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at eleven in the night with Mr. Deputy Chairman (Senator Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔

اِنَّ الَّذِینَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ استَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَیہِمُ المَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحزَنُوا وَ
اَبشِرُوا بِالجَنَّۃِ الَّتِی کُنتُم تُوعَدُونَ (۳۰) نَحنُ اَولِیٰٓؤُکُم فِی
الحَیٰوۃِ الدُّنیَا وَفِی الاٰخِرَۃِ ۚ وَلَکُم فِیہَا مَا تَشتَہِیٓ اَنفُسُکُم وَلَکُم فِیہَا مَا
تَدَّعُونَ (۳۱ ؕ) نُزُلًا مِّن غَفُورٍ رَّحِیمٍ (۳۲ ٪)

ترجمہ: جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے، یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی، وہاں جو کچھ تم چاؤ گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہو گی۔ یہ ہے سامان ضیافت اس ہستی کی طرف سے جو غفور و رحیم ہے۔

سورۃ حٰم السجدۃ (آیات 30 تا 32)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابھی ہم Order. No. 2 کی طرف آتے ہیں۔ سینیٹر عرفان الحق صدیقی! براہ مہربانی تحریک پیش کریں۔

Motion under Rule 263 moved for Dispensation of Rules

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui: Thank you, Mr. Chairman! I, on behalf of Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House, move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of Rule 41 of the said Rules regarding question hour be dispensed with for today's sitting of the Senate.

جناب ڈپٹی چیئرمین: قواعد ضابطہ و انصرام کارروائی سینیٹ 2012 کے قاعدہ 263 کے تحت تحریک پیش کی گئی ہے کہ مذکورہ قواعد کے قاعدہ 41 کی مقتضیات، جو آج منعقد ہونے والے سینیٹ کے اجلاس کے وقفہ سوالات سے متعلق ہے، اسے صرف نظر کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی چھٹی کی درخواستیں پیش کریں گے۔

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر فلک ناز نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر محمد اسحاق ڈار بعض سرکاری مصروفیات کی بنا پر مورخہ 17 اور 18 اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر محسن عزیز نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 18 اور 19 اکتوبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی ہم Order. No. 3 کی طرف آتے ہیں۔ سینیٹر محمد اورنگزیب، وزیر برائے خزانہ وریونیو، قاعدہ263 کے تحت تحریک پیش کریں۔

Motion under Rule 263 for Dispensation of sub-rule (2) of Rule 99

Senator Muhammad Aurangzeb (Minister for Finance and Revenue): Thank you, Mr. Chairman! I, move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, that the requirement of sub-rule (2) of Rule 99 of the said Rules be dispensed with in order to take into consideration at once the Banking Companies (Amendment) Bill, 2024, as reported by the Standing Committee.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی میں تحریک ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی ہم Order. No. 4 کی طرف آتے ہیں۔ یہ قانون سازی کے حوالے سے ہے۔ جی سینیٹر محمد اورنگزیب، وزیر برائے خزانہ وریونیو۔

Consideration and passage of [The Banking Companies (Amendment) Bill, 2024]

Senator Muhammad Aurangzeb: Thank you, Mr. Chairman! I, move that the Bill further to amend the Banking Companies Ordinance, 1962 [The Banking Companies (Amendment) Bill, 2024] as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

جناب ڈپٹی چیئرمین: کیا کوئی معزز سینیٹر اس پر بولنا چاہتے ہیں؟ جی سینیٹر دنیش کمار۔

سینیٹر دنیش کمار: شکریہ، جناب چیئرمین! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ
Banking Companies Ordinance میں جو ترمیم لائی جا رہی ہے، اس سے کیا
فائدے ہوں گے۔ وہ یہ بھی بتائیں کہ اس سے پاکستان اور بینک مالکان کو کیا فائدے ہوں گے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر برائے خزانہ و ریونیو۔

Senator Muhammad Aurangzeb

سینیٹر محمد اورنگزیب: جناب! پہلی بات یہ کہ I do want to mention that this Bill has been approved unanimously by the Senate Standing Committee on Finance and Revenue. میں اس کے major خدوخال بھی آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ کا سوال مناسب ہے۔ The Banking Companies Ordinance, 1962 provides a comprehensive legal framework for the banking industry in Pakistan. جیسے آپ کو معلوم ہے کہ 2008 میں جو global financial crisis آیا، اس کی وجہ سے کئی ممالک میں financial institutions ڈوب گئیں and it was a real crisis at that point of time. اس سے اور دیگر international standards and best practices کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے banking resolution کے لئے کام کیا گیا۔ Banking resolution ایک technical term ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ کوئی financial institution کسی مشکل میں پڑ جاتا ہے تو اس کے لئے کبھی بھی taxpayers money استعمال نہیں کیا جائے because اگر ایک financial institution goes under, you do not want to create a systemic risk in the country. اگر ایک ادارہ ڈوب جاتا ہے تو پھر دوسرا، تیسرا اور چوتھا بھی ڈوب جائے گا اور اس سے خدانخواستہ پوری banking industry بیٹھ جائے گی۔ اس سلسلے میں Banking Companies Ordinance میں یہ اصلاحات لائی گئی ہیں تاکہ اسے زیادہ استحکام دیا جائے اور in terms of commercial banks, development financial institutions and

micro finance banks کو safeguards provide کیے جائیں۔ ان اصلاحات کو ہم Senate Standing Committee on Finance میں لے کر گئے جنہیں پھر unanimously approve کیا گیا۔

سینیٹر صاحب! اس میں دوسری بات یہ ہے کہ جو legal framework ہے، اسے زیادہ مستحکم بنایا گیا ہے تاکہ to provide support for the Islamic banking business. اس میں ابھی ایک پورا separate chapter on Islamic banking لایا گیا ہے جو پہلے Banking Companies Ordinance میں موجود نہیں ہے۔ ان شاءاللہ this will pave the way ابھی جو ساری discussions ہو رہی ہے کہ ہم اس ملک میں Islamic Banking کے framework کو آگے کیسے لے کر جائیں۔ سینیٹر صاحب! اس کے علاوہ اس میں کچھ ترامیم ہیں، State Bank of Pakistan, which is our Central Bank, اس کا جو regulatory role ہے، اسے زیادہ کیسے مستحکم کیا جائے۔ To promote financial inclusion, facilitate a convenient access to unclaimed deposits and then data to the general public. باقی اس میں یہ چیزیں بھی لائی گئی ہیں کہ process of filing complaints with the Banking Mohtasib, اس میں آسانی لائی گئی ہے as part of this Banking Companies Ordinance تاکہ it becomes simple and swift. جناب! یہ کچھ basic اصلاحات ہیں جو اس Banking Companies Ordinance میں ہیں۔ اگر آپ نے پڑھا ہے، ان شاءاللہ we are making the banking sector even more robust than we are today, as we go forward.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بلیدی صاحب۔

سینیٹر جان محمد: اسے آپ کیسے چلاتے ہیں، بغیر سود کے بینک کو کیسے چلائیں گے؟ اس طرح کیسے اس کو آپ لوگوں نے share کیا ہے؟

سینیٹر محمد اورنگزیب: اگر اس وقت ہم باہر کے ممالک کو دیکھیں تو سعودی عرب، ملائشیا اور انڈونیشیا میں Islamic Banking system چل رہا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی Islamic Banksہیں۔ جو conventional banks ہیں، ان میں بھی Islamic windows موجود ہیں as part of the documentation اور اس کا جوstructure کیا جاتا ہے which is *Modaraba* whether its other instruments through which you can actually make it compliant with the Sharia principles.جناب! وہ تو پہلے ہی سے ایک پورا system چل رہا ہے، پوری ایکtransformation چل رہی ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ ہم اسےdomestic levelپر لے کر جا سکتے ہیں یا اگر ہم at some point in time because we are part of a global ecosystem.اس میں ہم اسے آگے کیسے لے کر جائیں گے

but I think most of the banks in Pakistan, right now, are moving in terms of Sharia Compliant Banking as we go forward.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ کوئی اور بولنا چاہتے ہیں؟ جی۔

سینیٹر شیری رحمان: میرا خیال ہے کہ سینیٹر بلیدی صاحب نے بہت اہم سوال پوچھا ہے۔ بہت سے لوگوں کو پتا نہیں کہ کس طرح Islamic Banking System چلتا ہے،اس کے instruments کیا ہیں، وغیرہ۔اس میں میری گزارش ہے، Chairman, Senate Standing Committee on Finance بیٹھے ہیں، وہ organizeکر سکتے ہیں،Senate Standing Committee on Finance میں آپ refer کر دیں۔ وہاں briefing کرا لیں because it is a very pertinent questionاور Islamic Banking میں بہت progress ہو رہی ہے۔ ان کا جو profit and loss system ہے، اس میں بالکل فرق ہے، and the

میرے بھی اس کے بارے way they generated, it is very pertinent. میں سوالات ہیں۔ اگر arrange کر دیں، متعلقہ ادارے آ کر brief کریں۔ وزیر خزانہ صاحب! آپ اسے آگے refer کر دیں۔

Senator Muhammad Aurangzeb: Mr. Chairman, with your kind permission, we will refer this particular aspect back into the Standing Committee on Finance for a detailed discussion.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے، مانڈوی والا صاحب، چیئرمین کمیٹی بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ اس کے بارے میں مفصل briefing لیں گے۔

بل کی دوسری خواندگی۔ شقات ۲ تا ۴۰۔ ہم بل کی دوسری خواندگی کریں گے یعنی بل کا شق وار زیر غور لانا۔ شقات ۲ تا ۴۰ میں کوئی ترمیم نہیں ہے، لہٰذا میں یہ شقات ایوان کے سامنے ایک سوال کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ کیا شقات ۲ تا ۴۰ کو بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شقات ۲ تا ۴۰ کو بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ شق 1، بل کا ابتدائیہ اور عنوان۔ اب ہم شق 1، بل کا ابتدائیہ اور عنوان لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا شق 1، ابتدائیہ اور عنوان بل کا حصہ بنایا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شق 1، ابتدائیہ اور عنوان بل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ شکریہ۔

Order No. 5. Senator Muhammad Aurangzeb, Minister for Finance, please move Order No. 5.

Senator Muhammad Aurangzeb: Mr. Chairman, I beg to move that the Bill further to amend the Banking Companies Ordinance, 1962 [The Banking Companies (Amendment) Bill, 2024], be passed.

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک پیش کی گئی ہے کہ بینکنگ کمپنیات آرڈیننس،1962 میں مزید ترمیم کا بل [بینکنگ کمپنیات (ترمیمی) بل2024] منظور کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تحریک منظور کی جاتی ہے اور بل متفقہ طور پر منظور کیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے اگر کوئیPoint of Public Importance پر بولنا چاہیں تو وہ بول سکتے ہیں۔جی۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! میں اس لیے آپ سے مخاطب ہوں کہ آج پانچواں، چھٹا دن ہے، مسلسل ہم آ رہے ہیں، آپ سے درخواست ہے کہ آج ترامیم پیش کی جائیں۔ جناب! یقین جانیں کہ ہمیں ہر جگہ سے فون آتے ہیں کہ ترامیم کا کیا ہوا۔اب ہمارا نام 'ترامیم والے سینیٹرز' رکھ دیا گیا ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: دنیش صاحب! اس کو دیکھیں گے۔ اگر آپ Point of Public Importanceپر بولنا چاہتے ہیں تو بولیں۔جی سینیٹر عبدالقادر صاحب۔

<u>Point of public importance raised by Senator Muhammad Abdul Qadir regarding hurdles faced by parliamentarians due to harsh conditions of Politically Exposed Persons (PEP) list by the banks</u>

سینیٹر محمد عبدالقادر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! سینیٹر اورنگزیب صاحب، وزیر برائے خزانہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، میں فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے banks politically exposed persons (PEP)کی ایک شرط لگا کر اراکین پارلیمان کو کافی تکلیف دیتے ہیں، نہ ان کا کوئیloan approve کرتے ہیں، نہ ان کا evenچھوٹا ساcredit card approve کرتے ہیں۔ ہمارے کئی Senators, parliamentarians ہیں جوان کاfamily business ہے یا خود اپناbusiness کرتے چلے آ رہے تھے اورpolitics میں آئے ہیں اور سینیٹ میں as a Member

یا facilities جو ان کی پہلے سے ہونے Member elect تو ہوئے ہیں elect
یا corporate banking کا نظام چل رہا تھا، وہ بھی سینیٹ میں آنے کے بعد بری طرح متاثر ہوا ہے۔

میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ کہتا ہوں چونکہ وہ corporate sector کے آدمی ہیں اور banking کو خوب سمجھتے ہیں۔ یہ banks اگر parliamentarians کو Politically Exposed Persons (PEP) میں شامل کرنے کے بعد ان کی compliances کو کسی نہ کسی طریقے سے اتنا سخت کر دیتے ہیں کہ ان کی کسی بھی facility یا activity کو وہاں پر halt کر دیا جاتا ہے۔ ایک تو اس کا نوٹس لیں۔

دوسری چیز یہ ہے کہ کافی وقت جیسے جیسے گزرتا گیا ہے، بینکوں نے اپنے application forms میں بھی اتنی زیادہ شرائط one sided لکھی ہوئی ہیں، جیسے کہ یہ banks پرائیویٹ بینک بھی ہیں اور پرائیویٹ ادارہ ہے جیسا وہ business کر رہا ہوتا ہے۔ جیسے کوئی بھی business man یا کوئی corporate entity. جب bank accounts کھولتے ہیں تو انہوں نے اس کی اندر ایسی conditions لکھ دیں ہیں کہ اگر آپ اس کو detail میں مطالعہ کریں تو انہوں نے ہر چیز in advance آپ سے sign کروا لی ہوتی ہے۔ اس کو بھی standardized کرنے کی اور balance کرنے کی ضرورت ہے، تو میری request ہوگی مانڈی والا صاحب سے بھی اور منسٹر صاحب سے کہ اس کے اوپر ہمیں کام کرنا چاہیے اور اس کو دیکھنا چاہیے۔ تیسری جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ corporate world میں جب private limited or public limited company بنائی جاتی ہے تو that entity itself is like وہ ایک انسان کی طرح ایک پوری entity ہوتی ہے۔

اگر private limited companies کو بھی کوئی bank
guarantee یا LC issue کرتے ہیں تو bankers company کی
properties یا assets یا future میں جو ان کی receivable ہے وہ بھی
لکھواتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ Director کی personal
guarantees بھی sign کرواتے ہیں۔ Personal guarantee میں
جو اس کی اپنی جائیداد ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کے spouse and family
کا بھی انہوں نے اس میں لکھا ہوتا ہے اور جو آنے والی receivable ہے وہ بھی
sign کرواتے ہیں which is contradictory. اگر private limited
ہے، وہ entity ہے اس کا نام ہی Limited Liability Company
ہے تو اس قسم کی violations private bank کر رہے ہیں لیکن کوئی ان کو
پوچھنے والا نہیں ہے۔ تو میری یہ درخواست ہے کہ luckily we have such a
Finance Minister کہ وہ Pakistan Banking کو serve کر کے
آئے ہیں اور وہ banks جو اس طرح سے کر رہے ہیں جس میں ہماری
corporate entities ترقی نہیں کر پا رہیں، ان کو غور سے دیکھیں اور ان
کو balance بنائیں۔

تو میری یہ درخواست ہوگی کہ ان چیزوں کو کمیٹی میں لے جایا جائے اور
ان کے forms منگوا کے اور ان کی یہ جو bank guarantee یا کسی بھی LC
یا کسی بھی facility کے اندر personal guarantees لی جا رہی ہیں
اس کو ختم کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر خزانہ صاحب۔

Senator Muhammad Aurangzeb

سینیٹر محمد اورنگ زیب (وزیر خزانہ): سینیٹر صاحب نے جو ابھی باتیں کی ہیں
اگر انہوں these are very important and pertinent points,

نے three points raise کیے ہیں، Mr. Chairman with your permission, if I go point by point.

جناب! جو آپ نے بات کی ہے about PEPs, Politically Exposed Persons, آپ کی یہ بات بالکل درست ہے۔ PEPs are a category, now I am a PEP myself, so therefore you have to do business with PEPs اس پر صرف ایک ہے کہ extra due diligence کرنی ہوتی ہے which means میرے سے بھی کچھ extra سوالات پوچھے جائیں گے کہ میری source of income کیا ہے؟ میں یہ کہاں سے کر رہا ہوں اور میرا کیا کاروبار ہے؟

So، the banks have to go slightly further in terms of their due diligence process but there is no reason whatsoever to deny any facility, any facility, to a PEP. اور یہ میں floor of the House پر کہہ رہا ہوں تو میں Governor, State bank سے بھی بات کروں گا، جو Chairman, Pakistan Banks Association ہیں ان سے بھی بات کروں گا، میں خود Chairman, Pakistan Bank's Association رہ چکا ہوں۔ تو اگر اس میں اس قسم کے issues آرہے ہیں ان شاءاللہ۔ we will address these

نمبر دو آپ نے جو application forms کی بات کی ہے، تو سینیٹر صاحب اس وقت اس میں یہ issue ہے کہ we went onto a grey list of FATF, KYC, AML, CFT and Transaction Monitory اور جیسے کہ آپ کو معلوم ہے

it took about 4 to 5 years for Pakistan to come out of the grey list and back onto the white list into The Community of Nations.

دوسری بات یہ ضرور ہے کہ جو پہلے forms ہوتے تھے اس پر اب diligence بڑھ گئی ہے۔اس میں تھوڑا بہت آگے پیچھے کر سکتے ہیں but it is, what it is. This is a standard requirement around the world اس میں اگر کوئی ایسی چیزیں ہیں جو تھوڑی سی زیادہ ہو گئی ہیں اس کو بھی ہم دوبارہ کر سکتے ہیں but the application forms have become more complicated in terms of account opening including biometric جو اس وقت requirement ہے۔

جو تیسری چیز ہے اس میں ہماری مداخلت بڑی مشکل ہے۔ Except two banks, the rest of the banking industry is in private sector hands therefore, there are their Boards which have to figure out in terms of کہ آپ نے جو personal guarantees لینی ہیں یا نہیں لینی ہیں because it is a part of overall security package جو کوئی بھی بینک مانگتا ہے۔لیکن اس میں میری ایک چیز ہے کہ میں نے Chairman, Pakistan Banks Association سے بھی بات کی ہے، گورنر صاحب سے بھی بات کی ہے کہ ہم lending into private sector کو cash flow کی طرف لے کر چلیں۔ لوگوں سے مت مانگیں کہ ہم آپ کا گھر گروی رکھنا چاہتے ہیں، آپ کی گاڑی گروی رکھنا چاہتے ہیں اور آپ کے دیگر assets گروی رکھنا چاہتے ہیں۔اس کے لیے بینکوں کو بھی محنت کرنا پڑے گی because to understand the entire value chain and supply chain وہ محنت کرنی پڑے گی اور جو private sector companies ہیں ان کو بھی transparency زیادہ لانی پڑے گی تا کہ ان کے جو auditors ہیں وہ ایک مناسب طریقے سے بتائیں کہ جب وہ کسی financers پر signoff کر رہے ہیں کہ وہ صحیح ہے جس کی basis پر banks can conclude to lend تو آپ کی جو تیسری بات ہے because the banking sector is in the private hands

اس لیے میری ان سے گزارش ہوگی کہ اس کو consider کریں۔ The first two points that you have made a very valid ان شاءاللہ will take that forward.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر ایمل ولی صاحب۔

سینیٹر ایمل ولی خان: وہ اس پہ بات کرنا چاہتے ہیں، میں پھر اس پر بول لوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر دنیش کمار۔

Senator Danesh Kumar

سینیٹر دنیش کمار: سینیٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ سے یہ پوچھنا تھا کہ جو non tax category تھی، جیسے کوئی گاڑی خریدتا تھا اس پر اضافی ٹیکس لگتا تھا اب سنا ہے کہ ختم کر دی گئی ہے ؟ جناب! میرا ایک سوال ہے کہ جو students ہیں، جو گھریلو خواتین ہیں وہ تو tax payer نہیں ہیں کیا ان کے اوپر بھی پابندی ہوگی کہ یہ یہاں سے فلائٹ سے بیرون ملک نہیں جا سکتے، مطلب ہمارے دوست کچھ خوش ہو رہے ہیں کہ چلیں جی بیگمات کا نہیں ہوگا اور ہماری جان چھوٹ جائے گی مگر اس پر آپ تھوڑی روشنی ڈالیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر خزانہ صاحب۔

سینیٹر محمد اورنگ زیب: Senator Sahib, thank you for that question.جی دیکھیے میں صرف آپ کو یہ کہوں گا کہ اس میں یہ ساری categories جن کا آپ نے ذکر کیا ہے یہ non-filer والی situation میں شمار نہیں ہوں گی۔ اگر اس وقت آپ کی income چھ لاکھ سے کم ہے تو اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ تو اسی طرح آپ نے جو non-filer categories بتائی ہیں ان میں ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن یہ non filer والی legislation ہم آپ کی خدمت میں لانے والے ہیں تاکہ آپ کے ساتھ discussion ہو سکے کیونکہ یہ واحد ملک ہے جس میں non-filer کی کوئی اختراع ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جناب، میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ اگر آپ tax file نہ کریں، in most of the countries آپ

vote نہیں دے سکتے اگر آپ کے پاس NTN number نہ ہو۔ تو جناب ہم نے اس side پر جانا ہے لیکن ہم یہ non-filer والی legislation Upper House میں بھی لائیں گے، ہم قومی اسمبلی میں بھی پیش کریں گے، یہ چیز خاطر خواہ کمیٹیوں میں بھی ہو گی لیکن یہ جو non-filer والی اختراع ہے اس کو جناب ہمیں ختم کرنا پڑے گا۔ لیکن ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے to explain it in more detail. Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، رانا محمود الحسن صاحب۔

Point raised by Senator Rana Mahmood ul Hassan regarding curbs on opening LCs and exploitation by the Banks.

سینیٹر رانا محمود الحسن: چیئرمین صاحب، میں منسٹر صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ پچھلے برس LCs کے حوالے سے بہت بڑا بحران تھا اور LCs نہیں کھل رہی تھیں اور بینکوں کے پاس مادر پدر آزادی تھی اور بینکوں نے وہ لوٹ مار کی کہ جس کا کوئی حساب نہیں۔ پاکستان کی بے شمار کمپنیاں bankrupt ہو گئیں اور وہ لوگ، بے چارے، صفحہ ہستی سے مٹ گئے، ان کا نام و نشان مٹ گیا، ان کے کاروبار ختم ہو گئے۔ ان بینکوں پر ایک معمولی سا جرمانہ لگا کر ان پر صرف لیپا پوتی کی گئی اور ان کو exit دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو کیوں نہ Standing Committee کو refer کیا جائے اور منسٹر صاحب اس حوالے سے ضرور آگاہ کریں گے کہ جو بینکوں نے لوٹ مار کی، اور جو بے چارے پاکستانیوں نے بھگتا اس پر انہوں نے مزید کیا کارروائی کی اور اب تو Chamber of Commerce کے بہت سے لوگوں سے ہم بھی ملتے ہیں تو ان کو اس وقت State bank سے بھی شکایات ہیں۔ جو importers ہیں یا exporters ہیں، ان لوگوں کے State bank کے ساتھ بھی بہت سارے concerns ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس معاملے کو بھی Standing Committee میں لے کر جایا جائے اور اس حوالے سے ضرور، ماشاءاللہ بہت کُہنہ مشق آدمی ہیں اور بڑے seasoned

آدمی ہیں اور اس profession سے آئے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان دونوں issues پر اگر وہ اظہار خیال فرمائیں تو بہت شکر گزار ہوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر خزانہ صاحب۔

Senator Muhammad Aurangzeb (Minister for Finance)

سینیٹر محمد اورنگ زیب (وزیر برائے خزانہ): جی، سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب نے جو دونوں باتیں کی ہے، اس میں سے جس کا آپ نے پہلے ذکر کیا ہے تو میں ہمیشہ یہاں بھی اس forum پر بات کر کے گیا ہوں اور پھر میں نے قومی اسمبلی میں بھی یہ کچھ گزارشات رکھی ہیں کہ جو ہم macroeconomic stability کی بات کرتے ہیں، this is a means to an end, not an end in itself. اگر آپ کی currency stable ہو، اگر آپ کے foreign exchange reserves ڈھائی مہینے کی import cover پر جا چکے ہیں، اگر آپ کی inflation سات فیصد پر آچکی ہے۔ جناب، یہ جو آپ نے ابھی بات کی ہے اور میں تو ہمیشہ caretaker administration کی تعریف کرتا ہوں and I will continue to do that because جس نے اچھا کام کیا ہے، یہ Prime Minister شہباز شریف صاحب کی حکومت میں یہ نو مہینے کا SBA sign ہوا۔ The caretaker administration took it through the finishing line اور پھر ہم واپس آئے۔

دیکھیں جناب! یہ جو چیزیں ہوتی ہیں وہ جب آپ کوئی programme suspend کر دیتے ہیں تو اس میں آپ جو اس وقت بات کر رہے ہیں 2023 January سے onwards State bank had no choice, had no choice whatsoever because جب آپ کا import cover جو دو، ڈھائی مہینے پر تھا اور وہ دو ہفتوں پر چلا گیا ہے so they had to go into essential-nonessential. جناب essential meant کہ اگر oil ہے تو oil ہے۔ اس وقت چونکہ رمضان کی آمد تھی تو اس وقت edible oil کی بات تھی۔ The rest of it all went into

چونکہ میں اس وقت private sector میں تھا اس لیے مجھے علم ہے nonessential کہ اس میں جو industry کو issue ہوا اور جو باقی and I know that for sure چیزیں ہوئیں۔

جناب! اسی لیے جو macroeconomic stability کی ہم بات کرتے ہیں اور الحمدللہ اس وقت جہاں ہم موجود ہیں، جس پر ہم نے اب عمارت کھڑی کرنی ہے تاکہ کبھی بھی اس جگہ پر ہم واپس نہ جائیں جہاں imports پر قدغن لگے، جہاں آپ کے contracts پر قدغن لگے، جہاں ہم نے May and June میں foreign invertors کے دو مہینے کے تقریباً 2 billion dollars کے profits and dividends روک رکھے ہیں، ان کو ہم نے واپس کیا۔ جناب! اگر جو آپ existing investors کو اور جیسے آپ کہہ رہے ہیں کہ جو local investors ہیں، اگر ہم ان کو ایک مناسب environment provide نہیں کر سکتے تو how can we go and ask for further investment. تو جناب آپ کی پہلی بات بالکل درست ہے۔ اللہ کرے اور ان شاء اللہ where we are and where we want to go اس قسم کی جو position ہے وہ کبھی بھی واپس نہ آئے۔ یہ تو پہلی بات تھی۔

اب دوسرے نمبر پر جو آپ نے جو بینکوں کی بات کی ہے، میں اس پر بہت clearly بات کرنا چاہتا ہوں اور یہ تھوڑی سی technical بات ہو جائے گی لیکن پچھلے ڈیڑھ یا دو مہینے سے آپ دیکھیں کہ جب سے ستمبر شروع ہوا ہے our overall policy rate ساڑھے سترہ فیصد پر آیا ہے کیونکہ اس میں چار سو basis point کی کمی ہوئی because inflation جہاں آگئی ہے۔ لیکن جو industry ہے اس میں their reference point is kibor, not the policy rate.

ہر industry کا اور ہر chamber کا جو شخص ہے وہ policy rate کی بات کرتا ہے لیکن ان کو جو lending and borrowing rate ہے، is dealing with KIBOR. That's the reference rate. جناب وہ اس وقت ہے، میں کل کی بات کر

رہا ہوں is now 6 months KIBOR is 14.65 percent and now
blue chip companies are borrowing KIBOR minus. تو کوئی بارہ یا
تیرہ فیصد پر وہ borrow کر رہے ہونگے۔ ابھی جو ہماری حکومت کی borrowing ہے، اس میں
سے ہم نے کئی options کو scrap کر دیا ہے because we wanted to send a signal to the market. Number one, the government is now in no desperation to borrow.

دوسرے نمبر پر یہ کہ اگر ہم borrow کریں گے تو کل بھی آپ auction دیکھیں جو
stock exchange پر ہوا ہے، جو Islamic Ijarah کی ہم نے borrowing کی ہے
تو اگر آپ دیکھیں گے کہ تین تین چار چار فیصد کی اُس میں کمی آئی ہے because we want
جیسا کہ ابھی تک بات to send a signal to the banking sector that,
آرہی تھی کہ the government is the largest borrower and they are desperate borrowers, وہ ہم نے الحمدللہ ختم کر دیا ہے۔

Third thing is that banks have to start lending to the private sector. It's about time کہ ہم crowding out, جو ہم بات
کرتے آرہے ہیں بارہ مہینے سے، چودہ مہینے سے، سولہ مہینے سے، وہ ختم ہو جائے۔

تو جناب، یہ دو گزارشات ہیں اس کے علاوہ اگر کوئی ایسے immediate issues
ہیں I would be more than happy to address those. Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین: پہلے سینیٹر فاروق حامد نائیک صاحب بات کرلیں، پھر اس کے بعد آپ
کرلیں۔

<u>Point raised by Senator Farooq Hamid Naek regarding Islamic Banking</u>

سینیٹر فاروق حامد نائیک: بہت شکریہ جناب۔ میں وزیر خزانہ کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے
ہوئے اور دوسرا time بھی بہت ہے، تو میں دو تین سوالات ان سے کرنا چاہوں گا۔

(مداخلت)

سینیٹر فاروق حامد نائیک: مجھے تو یہ پتا نہیں ہے، یہ تو حکومت وقت ہی بتا سکتی ہے، میں تو آپ کی طرح ایک سینیٹر ہوں۔ منسٹر صاحب سے چند سوالات ہیں کہ

Number one, what is Islamic banking? Number two, whether there is Islamic banking in Pakistan? Number three, whether we are following the principles of Islamic banking in financial dealings with the foreign world? The last question is whether the financial institutions can charge markup on markup in the Islamic banking? Thank you, sir.

یہ چار سوالات ہیں تو ہم بھی فائدہ اٹھالیں ان کی موجودگی گا، ان کی knowledge کا اور ان کے experience کا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر محمد اورنگ زیب: جناب یہ جو انہوں نے Islamic banking کی بات کی ہے، اس پر میری تجویز یہ ہے کہ ہم کمیٹی میں ایک separate session رکھیں

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس کی تو پہلے بھی بات ہوئی تھی۔

سینیٹر محمد اورنگ زیب: چونکہ اس میں سینیٹر صاحب خود بھی موجود ہیں۔ We will bring in Islamic experts جو انہوں نے بات کی ہے اس پر میں ایک چیز سے ان کے ساتھ ضرور اتفاق کرتا ہوں کہ ہم اپنی domestic industry کو shariah compliance کی طرف لے کر جا سکتے ہیں لیکن

in terms of our external borrowings, that is a discussion that needs to be had and quite frankly wo don’t have an answer for that at this point in time.

لیکن انہوں نے جو points raise کیے ہیں وہ بڑے pertinent points ہیں

and I do think that it should be referred to the Finance Committee.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر طاہر سندھو صاحب۔

(مداخلت)

سینیٹر فاروق حامد نائیک: جیسے کہ منسٹر صاحب نے اس کا جواب ابھی نہیں دیا and I think he wants an in-depth study into it. یہ چاروں سوالات آپ concerned Committees کو refer کر دیں کیونکہ ان کا answer آنا بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ تو پہلے بھی ہوا ہے کہ اس حوالے سے کمیٹی کو۔۔۔

سینیٹر فاروق حامد نائیک: جناب! میری request ہوگی کہ آپ یہ سوالات کمیٹی کو refer کر دیں۔ Specially markup اور جو آج کل banks ہیں، ان میں پہلے interest ہوتا تھا، یعنی سود، اس interest پر compounding کرتے تھے۔ Islamic banking کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ سود پر سود نہیں ہوگا اور compounding of interest نہیں ہوگی۔ لیکن آج بھی compounding of interest ہو رہی ہے۔ تو اس لیے اس کا جواب بہت ضروری ہے۔ Whether the banking institutions can charge markup on markup. Principal پر تو markup لے سکتے ہیں but whether they can charge markup on markup. اس لیے میں وزیر خزانہ صاحب سے، چونکہ یہ خود بھی banker ہیں، اس لیے میں اس وقت اس کا ان سے جواب لینا چاہوں گا کہ whether they can charge markup on markup.

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ تو already کمیٹی کے حوالے سے ہے۔ جی جی، بات کریں۔

سینیٹر محمد اورنگ زیب: آپ اس کو Finance Committee میں refer کر دیں۔ اس میں چونکہ سینیٹر فاروق نائیک صاحب خود بھی موجود ہیں۔

So، we will, in sha Allah, come back on that.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اس کو refer کر دیا ہے۔ جی طاہر سندھو صاحب۔

Senator Khalil Tahir

سینیٹر خلیل طاہر: جناب چیئرمین بہت شکریہ۔ میں honourable Finance Minister سے پوچھنا چاہوں گا کہ جیسے عبدالقادر صاحب نے PEP کی اور دوسری چیزوں کی بات کی تھی۔ کیا یہ State bank private banks کے under آتے ہیں یا نہیں آتے؟ اور کیا State Bank Government of Pakistan کے under آتا ہے یا نہیں آتا؟ مجھے ایک تو اس بات کا جواب چاہیے۔

دوسرا یہ کہ یہ قانون بنا تھا کہ جو foreign remittance آتی ہیں، یہ بن گیا کہ آپ ان کی Economic Affairs Division سے منظوری لیں۔ پہلے Charity Commission کے پاس جائیں، پھر فلاں کے پاس جائیں۔ جو religious institutions ہیں، just like Islamic seminaries ہیں، churches ہیں، Church of Scotland سے پیسے آتے ہیں یا Vatican سے آتے ہیں۔ اور ان کے لیے جو کچھ آج کل Economic Affairs Division, حالانکہ recently High Court نے ایک judgement بھی دے دی ہے کہ there is no need of Economic Affairs Division یا اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے باوجود جناب، اگر کسی نے terror financing کی کرنی ہے تو ان کے اور بہت ذریعے ہیں۔ وہ پاگل ہیں کہ وہ بینک کے ذریعے remittance بھیجیں گے یا کسی اور کو کریں گے۔ تو میں جناب وزیر خزانہ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان rules کو تھوڑا سا، خاص طور پر just like میں نے different Islamic seminaries یا ہندوؤں کے ادارے، یا سکھوں کے ادارے ہیں، یا Christians کے ادارے ہیں، وہ جو trust کے ادارے ہیں، یہ ان پر تو نہیں ہو سکتا۔ تو اس طرح سے یہ انتہائی گھمبیر اور یہ جس نے بھی بنایا تھا میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا لیکن اس پر تھوڑی سی نظر ثانی کریں کیونکہ اگر remittances باہر سے آتی ہیں تو یہ آپ کے ملک کے لیے بہتر ہیں۔

but there یہ بہت اچھا اقدام ہے کہ سب کو tax network میں لا رہے ہیں
Islamic seminaries میں نے are some exceptions just like کی بات
کی ہے، churches کی بات کی ہے۔ ہمارا, Archbishop of Canterbury وہ
Church of Pakistan کے لیے remittances بھیجتے ہیں اور آج کل اس level پر یہ
Economic Affairs Division, in spite of that there is a
HRCP, Human یہ۔ بھی نہیں ہوئی set aside وہ judgement in the field
Economic کی حنا جیلانی صاحبہ نے کی تھی کہ اس کے لیے Rights Commission
Affairs Division کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سوال مختصر کریں۔

سینیٹر خلیل طاہر: میری یہ چند گزارشات ہیں جن کو clear کر دیں۔ Honourable
Finance Minister صاحب نے جو پہلے کہا کہ private banks ہیں، میں ان کے
بارے میں ضرور پوچھنا چاہوں گا کہ
whether they come under the State Bank of Pakistan and State Bank of Pakistan comes in the ambit of Government of Pakistan or not?

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر برائے خزانہ صاحب۔

Senator Muhammad Aurangzeb

سینیٹر محمد اورنگزیب: پہلی بات یہ ہے کہ جو State Bank of Pakistan کا
Act ہے، وہ اسی پارلیمنٹ نے in terms of independence pass کیا ہے۔ So,
therefore, they are an independent entity وہ پچھلی
administration میں pass ہوا۔ So, in that sense, they are an
independent entity very much looking at monitory policy
and very much looking at the Foreign Exchange. یہ پارلیمنٹ کا
decision تھا اور decision ہے and while it is there, they remain

ہے کہ ان کا ایک independent, number one. Number two کہ does not allow them دائرہ کار regulatory دائرہ کار ہے اور regulatory وہ جا کر private banks کی governance میں issue ڈالیں۔

جناب! اگر کوئی bank, you know, is in default on many things, of course that is where they come in, but can State Bank of Pakistan go and say کہ یہ کر دو، وہ کر دو، ہم یہ نہیں کر سکتے۔ اس لیے اس کا incentivization کا structure ہے، اس میں agriculture ہے، IT ہے اور priority sectors ہیں، وہاں پر incentivization دی گئی ہے۔ ہم نے یہ اس بجٹ میں رکھا ہے کہ یہ ہمارے priority sectors ہیں and these are growth sectors.

ہم نے اس میں first-loss کا ایک element رکھا ہے پھر ہم نے subsidy کا element رکھا ہے تاکہ جو priority sectors ہیں، ان کے جو clients ہیں ان کو subsidize طریقے سے آگے لے جائیں تاکہ in these priority sectors financing available ہو۔ یہ regulatory ہے۔

جناب! آپ کا جو remittance والا point ہے، الحمدللہ if you look at the first quarter is gone up in a very significant way. اگست کے نمبر آ گئے ہیں اور ستمبر کے بھی نمبر آ جائیں گے،.it is up in double digits ہمارے پاکستانی بھائی اور بہنیں باہر کام کر رہے ہیں جو remittances بھیج رہے ہیں۔ ماشاء اللہ in that case quite frankly which is helping us with the current account deficit etc. آپ نے جو ایک specific بات کی ہے۔ میں نے پہلے بھی بات کی کہ FATF کے دوران KYCML اور جو transaction monitoring ہے، اس کو بہت زیادہ strict کر دیا گیا ہے۔ Having said that, I will discuss this with the Ministry of Religious Affairs کہ اگر کوئی ایسے

ہیں، جہاں پر کوئی extra قدغن لگائی گئی ہے جو باقی اداروں پر نہیں ہے، in institutes terms of remittances which are coming in and they are additional filters which has been put in. Simply because of these are institutions, ہم ان کو ضرور دیکھیں گے تاکہ ایسی کوئی specific چیز نہ ہو کیونکہ we want donation, we want people send and help us. آپ کو پتا ہے کہ رمضان شریف میں کتنی remittance بڑھ جاتی ہے، always, there is a big spike. اب اس میں کئی طریقے ہیں، ایک یہ ہے کہ remittance آتی ہے اور normally from our foreign worker آتی ہے۔

جناب! Other one is Digital Roshan Account. RDA remittances. وہاں پر بھی blue collar workers نہیں ہیں، یہ actually مخیّر حضرات ہیں۔ They send their remittances into RDA accounts for life style banking into Pakistan. یہ دونوں چیزیں ہیں، RDA والا 8.5 and 9 billion dollar تک پہنچ چکا ہے۔ ہمارا ہمسایہ ملک ہے، اس نے بھی that was a huge success اور یہاں پر بھی it is a huge success. ہماری remittances as you know, it is a lifeline. ہماری remittances ہیں are going to cross 30 billion dollar, ان شاء اللہ ہماری export بھی تقریباً اتنی ہے۔ ہم نے اگر current account deficit کو control رکھنا ہے تو this every possible thing, we can do to facilitate remittance, we have to do that. سندھو صاحب! آپ کا جو personal point ہے، میں وہ Ministry of Religious Affairs سے ضرور pick up کروں گا۔ آپ کا شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر ایمل ولی خان صاحب۔

Point raised by Senator Aimal Wali Khan regarding 26th Constitution Amendment

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب! آپ کا شکریہ۔ میری بات ان سے جدا ہے اور in the sense 26th amendment عنقریب آنے والی ہے۔ میرے خیال میں اس پر پارلیمان میں بحث نہیں ہوئی۔ ایک بحث direct قومی اسمبلی میں ہوئی ہے تو میرا ذکر ہوا ہے، میری پارٹی کا ذکر ہوا ہے۔ میں نے Special Committee میں ایک تجویز دی تھی اور اس تجویز کی اتنی تکلیف ہوئی ہے کہ پاکستان کے جو بدبودار تاریخی شخصیات ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں چار ایسی شخصیات ہیں جن کے جمہوریت ، جمہوری روایات اور پارلیمان میں نام، میں سمجھتا ہوں کہ اگر پاکستان ایک جمہوری وطن ہے تو قیوم خان، ایوب خان، ضیاء الحق اور پرویز مشرف ایسے کردار ہیں جن کا نام و نشان جمہوریت اور جمہوری ایوانوں میں نہیں ہونا چاہیے۔ بدقسمتی سے یہ خوش قسمتی سمجھ لیں کہ ان دو کے خون سیاست سے دور ہیں۔ ہمیں نہ قیوم خان کی اولاد کا پتا ہے اور ہمیں نہ پرویز مشرف کی اولاد کا پتا ہے۔ بدقسمتی سے ایوب خان اور ضیاء الحق کا گندا خون۔۔۔

سینیٹر فاروق حامد نائیک: جناب! آپ نے آج جو 343rd session call کیا ہے، یہ رات کے بارہ بجے ختم ہو جائے گا اور آپ کو under Rule 23(a) اس session کو 20th date کے لیے adjourn کرنا پڑے گا ۔ اس کو reconvene کرنے کے لیے نیا notification issue کریں گے۔ نئے طریقے سے بیٹھیں گے، دوبارہ تلاوت ہو گی اور یہ 343rd session ہو گا۔ میری آپ سے درخواست ہے اس کو بارہ بجنے سے پہلے adjourn کر دیں تاکہ rules violation نہ ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اپنی بات کو مختصر کریں کیونکہ آپ کو قانونی position کا پتا چل گیا ہے۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب! میں مختصر کروں گا کیونکہ میرے پاس دس، بارہ منٹ ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی آپ کے پاس بارہ منٹ نہیں ہیں، آپ کے پاس بارہ بجے سے پہلے آٹھ منٹ ہیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان : میں آپ کی کرسی کی قدر کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی، شکریہ !

سینیٹر ایمل ولی خان : میں کوشش کروں گا کہ سات منٹ میں نمٹاؤں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی، شکریہ !

سینیٹر ایمل ولی خان : جناب ! Special Committee میں جو لوگ بیٹھے ہیں، میں ان کو کیا نام دوں۔ بدقسمتی سے اگر میں ان کو لوٹا کہوں گا تو لوٹوں کی توہین ہے کیونکہ dictator کی اولاد ہو کے تمام پارٹیاں دیکھ کر آج جو لوٹوں کا ایک مرکز جس کو پاکستان تحریک انصاف کہتے ہیں۔ پاکستان کے سارے لوٹوں کو جمع کر کے پاکستان تحریک انصاف میں بیٹھا دیا گیا ہے، اس میں یہ والا لوٹا بھی بیٹھ گیا ہے۔ ان کو باقی Bill سے تکلیف نہیں ہے لیکن اگر تکلیف ہے تو اس بات کی تکلیف ہے کہ میں نے تجویز کیوں دی ہے؟۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین : سینیٹر محمد عبدالقادر صاحب آپ کی معلومات کا شکریہ !

سینیٹر ایمل ولی خان : خیبر پختونخوا میں سے خیبر چونکہ ایک ضلع ہے، ایک Pass ہے۔ اس میں نہ کوئی میری ذات۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ کی معلومات کو میں خراج تحسین پیش کر تا ہوں۔ آپ مزید خاموش رہیں پلیز۔ جی، سینیٹر ایمل ولی خان صاحب۔

سینیٹر ایمل ولی خان : جی، جناب چیئرمین ! میرے خیال میں یہ میری ذات سے جڑی ہوئی کوئی بات نہیں ہے بلکہ پختون قوم، پختون سرزمین میں رہنے والے اپنی تاریخ سے واقف ہیں۔ ان کو پتا ہے کہ پختونخوا ہماری سرزمین کا نام تھا جو نام انگریز نے ہم سے چھین لیا تھا، پھر وہ NWFP ہو گیا، تاریخ آتی گئی۔ 18th Amendment میں NWFP سے بدل کے اس کا نام Khyber Pakhtunkhwa رکھا، ہم خیبر پختونخوا پر خوش تھے۔

جناب چیئرمین ! ہم نے خیبر پختونخوا پر جشن منائے لیکن بد قسمتی سے خیبر پختونخوا KPK, KP بن گیا۔ آج پوری قوم تمام سرکاری دفاتر، میڈیا تمام جگہوں پر میرے صوبے کا نام KPK,KP کوئی میری شناخت پکارنے سے میرے خیال میں کیوں نالاں تھے؟ مجھے نہ ان باتوں سے کوئی مایوسی ہوگی کیونکہ میری ذات کو لے کے اس میں کوئی لالچ نہیں ہے بلکہ یہ میری قوم کا مقدمہ ہے۔ آج اگر کوئی مجھے طعنہ مار رہا ہے کہ یہ میں مقدمہ ہار گیا تو میں ذاتی مقدمہ نہیں ہارا۔ میرے صرف تین سینیٹرز ہیں اور ان تین سینیٹرز کے مقابلے اور کوئی سودا بازی نہیں کی بلکہ اپنا تاریخی مقدمہ رکھا ہے۔ کل بھی رکھا تھا، آج بھی رکھوں گا اور آنے والے کل کو بھی میرا یہی مقدمہ ہوگا۔

میں عوامی نیشنل پارٹی ادھر جو حکومتی بینچوں پر جو لوگ بیٹھے ہیں ان کو اس بات کا علم ہے کہ ہمارے ساتھ جو commitment ہوئی ہے کہ جب بھی 26th Constitutional Amendment کے فوراً بعد کمیٹی بنے گی اور کمیٹی پختونخوا پھر بلوچستان کے جو مسائل ہیں ایم کیوایم کے جو مسئلے ہیں ان سب پر بات کریں گے۔ میں آج بھی ان شاءاللہ پُر امید ہوں کہ یہ پختونخوا اپنا تاریخی نام حاصل کریں گے۔

جناب والا! میں dictator کی اولاد کے طعنے نہیں لوں گا۔ اگر ایوان میں dictator کی اولاد یہ طعنہ دیں گے کہ عوامی نیشنل پارٹی کوئی seat نہیں جیت سکتی تو اس dictator کی اولاد کو پتا ہونا چاہیے کہ پاکستان میں سیٹیں جتاتے کیسے ہیں اور ہراتے کیسے ہیں۔ ان کو پتا ہونا چاہیے کہ یہاں پر اگر میں باقی کی تاریخ کو چھوڑ دوں میں پاکستان تحریک انصاف کی تاریخ بتاؤں تو 2013 میں پاکستان کے دہشت گرد جن کو کبھی طالب بولا جاتا ہے۔ آج کل کوئی نیا نام خارجین پتا نہیں خوارج ہے۔ پی ٹی آئی کی حکومت 2013 میں ان دہشت گرد اور فوج کی ملی بھگت سے پختونخوا میں آئی پھر پورے پاکستان نے دیکھا کہ 2018 میں RTS سے جو فیض یابی اور پاکستان تحریک انصاف کو دوبارہ سے پختونخوا کی حکومت دی گئی اور پھر پاکستان کے وفاق کی حکومت پکڑا دی گئی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مختصر کریں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب! آپ نے جو 8 منٹ دیے تھے صرف 5 منٹ ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، 2 منٹ رہ گئے ہیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب! بس اب میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں آپ wind up کریں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: Form 45 اور Form 47 کی بات کرنے والے پنجاب کے انتخابات کو نشانہ بنانے والے، بلوچستان کے انتخابات کو نشانہ بنانے والے اتنی ہمت کر لیں کہ پختونخوا کے حلقے کو کھول دیں یہاں پر یہ کہتے ہیں کہ صاف و شفاف انتخابات ہوئے ہیں تو میں اپنی سیاست کو داؤ پر لگانے کے لیے تیار ہوں اگر اس میں دھندلی نہ نکلی میں سیاست چھوڑ دوں گا، دوبارہ کبھی ایوانوں، اسمبلیوں، جمہوری عمل میں حصہ نہیں لوں گا۔ جو الزام یہ لگا رہے ہیں پختونخوا پھر میں کہوں گا، دفاعی اداروں کی مدد سے پاکستان تحریک انصاف نے بکسے بھرے ہیں اور عمر ایوب جیسے لوگ بدبودار شخصیات۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ ایسے الفاظ استعمال نہ کریں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: اسی فوج کی بدولت ایوانوں میں پہنچتے ہیں۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، ابھی 30 منٹ کے لیے ایوان کی کارروائی منسوخ کرتے ہیں۔ ایوان کی کارروائی دوبارہ بروز اتوار 20th October, 2024 صبح 12:30 am تک ملتوی کی جاتی ہے، شکریہ۔

[The House was then adjourned to meet again on Sunday, the 20th October, 2024, at 12:30 a.m.]